السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے مولانا مفتی محمد شفیع کی معارف القرآن سورۃ الانعام میں دیکھا ہے کہ انھوں نے انبیاء واولیاء کے توسل کو جائز قرار دیا ہے یعنی ان کے وسیلے سے دعا کرنی ۔ توان کا قول صحیح ہے یا غلط؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام اللہ سے دعا کرتے ہوئے اس کے اسماء وصفات کے ساتھ وسیلہ پکڑتے تھے ۔

(اور (بخاری : 1/302) اور (مسلم : 2/353) نے ان تین آدمیوں کی حدیث روایت کی جو غار میں داخل ہوئے تھے (اور بھاری پتھر کی وجہ سے غار کا دھانہ بند ہوگیا تھا

توانھوں نے اپنے صالح اعمال کے ساتھ توسل کیا تھا ٗ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انبیاء اور صالحین کی دعاؤں کا ذکر کیا ہے ٗ توان میں سے کسی بھی دعا میں توسل بالذات کا ذکر نہیں اگر اچھی بات ہوتی تو ہمارے رب ہمیں ضرور بتاتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور تنبیہ فرماتے ۔ بلکہ صحیح بخاری : (1/137) اور (مشکوٰۃ : 1/132) میں ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بارش کے لیے عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرواتے خود دعا فرماتے اور عباس رضی اللہ عنہ بھی دعا کرتے اگر توسل بذوات الانبیاء جائز ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس سے غافل نہ رہتے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابتَغوا إِلَيهِ الوَسيلَةَ وَجٰهِدوا فى سَبيلِهِ لَعَلَّكُم تُفلِحونَ ٣٥ ... سورة المائدة

(مسلمانوں! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے لیکر آج تک معاصر بتدعین کے علاوہ تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت میں جس توسل کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد ایمان ٗ عمل صالح اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ساتھ توسل مراد ہے ۔

اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ آیت کا معنی صالحین کے وسیلے سے اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے ٗ جیسے کہ (فیض الباری : (2/379) میں ہے ٗ (منہاج التاسیس : ص 157) میں ہے کہ علماء میں سے کسی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صالحین کے ساتھ ان کے غیاب میں اور ان کے مرنے کے بعد توسل اور استغفار جائز ہے ٗ نہ ہی دعاؤں میں اس قسم کی کسی بات کو اچھا سمجھا ہو ٗ دعا عبادۃ کا مغز ہے اور عبادت کی بنیاد توقیف اور اتباع پر ہے اس طرح (شرح عقیدہ طحاویہ ص : 262) میں مذکور ہے ۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے (فتح الباری : 2/413) میں عباس رضی اللہ عنہ کی دعا ذکر کی ہے اور زبیر بن بکار نے ''انساب'' میں اس واقعہ میں عباس رضی اللہ عنہ نے جو دعا کی تھی بیان کی ہے وہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں ٗ عمر رضی اللہ عنہ نے جب عباس رضی اللہ عنہ سے استسقاء کروائی تو انھوں نے یہ دعا کی : ''اے اللہ کوئی بھی مصیبت بغیر گناہ کے نہیں اترتی اور یہ مصیبت توبہ ہی سے دور ہوتی ہے اور قوم نے مجھے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری کی وجہ سے تیری طرف متوجہ کیا ہے گناہ والے یہ ہاتھ تیری بارگاہ میں اٹھے ہوئے ہیں اور ہمارے ماتھے توبے کے ساتھ تیرے سامنے جھکے ہوئے ہیں ٗ ہم پر بارش برسا دے'' ۔

در مختار : (5/254) میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں اللہ سے اسی کے ہی وسیلے سے دعا کرنی چاہیے ۔)

ابن عابدین کہتے ہیں یعنی اس کی ذات ٗ اسماء اور صفات کے وسیلے سے اور بحق انبیاء ورسل اور اولیاء کو مکروہ سمجھا ۔ جن روایات سے وہ استدلال کرتے ہیں ہم انصاف کے ساتھ اس پر اجمالی کلام کرتے ہیں تاکہ تیرے لیے حق واضح ہوجائے ٗ اور دین قویم میں مزخرف روایات اور غیر صریح دلائل کے ساتھ کوئی شک میں نہ ڈال سکے ۔

پہلی دلیل : نابینا کی حدیث جسے ترمذی وغیرہ نے نکالا ہے ٗ اور (مشکوٰۃ : 1/769 ٗ رقم : 2695) میں بھی ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے متاخرین میں جو اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں درست نہیں اور اس حدیث سے جو توسل بالاشخاص کے لیے استدلال کرتے ہیں وہ بھی درست نہیں یہ تو توسل بدعاء الصالح کی دلیل ہے ۔

جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے (القاعدۃ الجلیلۃ) اور (التوسل والوسیلہ) میں اس کی تشریح کی ہے ٗ اور (فتاوی : 1/158) میں بھی اس کی خوب شرح کی ہے ۔

دوسری دلیل : اعرابی کی روایت جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر آپ کے ساتھ توسل کرتے ہوئے کہا ''اے اس میدان میں دفن ہونے والوں میں سب سے بڑے اور بہتر'' اس کو عتبی نے بغیر سند کے ذکر کیا ہے ٗ بعض محمد بن حرب ہلالی سے روایت کرتے ہیں بعض کسی اور سے امام بیہقی نے اندھیری سند کے ساتھ شعب الایمان میں ذکر کیا ہے ۔ اس کی سند منقطع اور اندھیرے گپ والی ہے ٗ اسی طرح جاہل اعرابی کا عمل دلیل

نہیں بن سکتا جیسے (الصارم المنکی ص : 202) (فتح المنان ص : 352) (منہاج التأسیس ص : 169) اور (التبیان ص : 178) میں ہے ۔

تیسری دلیل : بخاری کی حدیث جو پہلے ذکر ہوئی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے استسقاء کروائی تو اس حدیث سے شرکی توسل کے لیے استدلال کرنا رو سیا بتدعین کے عجائبات میں سے ہے اگر توسل بالذات اس سے ثابت ہوتا صحابہ رضی اللہ عنہ کو ہر گز نہ چھوڑتے جو قریب ہی تھے ۔ سارے ان کی قبر کے پاس جا کر ان کے توسل کرتے لیکن وہ انہیں چھوڑ کر عباس کے پاس آتے یہ تو ان کے حق میں کہاں ان کے خلاف دلیل ہے جیسے فیض الباری : (2/37) میں ہے ۔

چوتھی دلیل : اور اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جب انہوں نے یزید بن اسود سے استسقاء کروائی تھی ، جیسے (تاریخ ابن عساکر (18/1-151) میں صحیح سند سے اور (اصابہ : 3/634) میں ہے ۔ اور اسی طرح ضحاک بن قیس نے بھی یزید بن الاسود سے دعا کروائی تھی جیسے ابن عساکر ہی نے روایت کیا ہے تو یہ سب کچھ بارش کی دعا ہی تھی ۔ توسل بالذات تو نہ تھا کہ انہوں نے کہا ہو ۔ اے اللہ میں اس کے جاہ و مرتبہ اور اس کے وسیلے ۔ سے سوال کرتا ہو کہ ہماری یہ مصیبت دور فرما ، یہ انہوں نے کبھی نہیں کیا

پانچویں دلیل : وہی وروایت جو گزر چکی بروایت (حاکم : 3،334) (فتح الباری : 2-399) عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب عباس رضی اللہ عنہ سے استسقاء کروائی تو کہا '' لوگو! رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو اور انہیں اللہ کے پاس وسیلہ بناؤ ۔ لیکن ان کی سند میں اضطراب ہے اور اس میں داؤد بن عطا نامی راوی متروک ہے جیسے امام ذہبی نے کہا ہے اور اس میں ساعدہ بن عبید اللہ المزنی راوی مجہول ہے جیسے کہ شیخ البانی کی کتاب التوسل میں ہے ۔

چھٹی حدیث : اور وہ استدلال کرتے عثمان بن جنیف کی حدیث کے ساتھ جس نے ایک شخص کو ضریر البصرہ والی سکھلاتی تھی تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کی حاجت پوری کر دی تھی ۔ (طبرانی صغیر : ص : 103) (کبیر : 3/12-1-2))

۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ، اس میں شبیب بن سعید ہے جو ضعیف ہے اس حدیث کو ابن السنی نے ص : 322) اور (حاکم نے : 1/526) پر نکالا ہے لیکن اس قصے کے بغیر تو اس حدیث میں دوسری علت ہوئی

۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں (کتاب التوسل للالبانی اور مجموعۃ الفتاوی : (1/115

ساتویں دلیل : استدلال کرتے ہیں (ابن ماجہ : 1/778) اور (احمد : 3/21) کی حدیث ہے جس کے لفظ یہ ہیں : جو گھر سے نماز کے لیے نکلے اور کہے اے اللہ اس حق کے ساتھ تجھ سے مانگتا ہوں جو مانگنے والوں کا تجھ پر ہے ۔ الحدیث ۔

اس میں عطیہ عوفی ہے جو ضعیف ہے (السلسلہ : رقم : 24) اور وہ مدلس ہے اور عن کے ساتھ روایت کرتا ہے اور یہ قبیح تدلیس کے ساتھ مشہور ہے ۔

اس حدیث کو (ابن السنی : رقم : 82) دوسری سند کے ساتھ روایت کرتا ہیں جس میں وزاع ہے اور وہ کذاب ہے ۔

آٹھویں دلیل : ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے استدلال کرتے ہیں (بحق السائلین علیک) لیکن وہ حدیث بھی بہت ضعیف ہے ۔ جیسے (مجمع : 10/117) میں ہے اور کہا ہے کہ اس میں فضالہ بن جبیر ہے اور اس کے ضعف پر اتفاق ہے ۔ میں کہتا ہوں : بلکہ وہ متہم ہے 'ابن حبان نے اسے متہم کہا ہے 'ابن عدی نے کامل میں کہا ہے کہ اس کی ساری حدیثیں غیر محفوظ ہیں ۔

نویں دلیل : استدلال کرتے ہیں انس بن مالک کی حدیث سے جس میں نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ کے لیے جو فوت ہوگئی تھیں یہ دعا فرمائی : (بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی).

ھیثمی نے 257/9) میں کہا ہے کہ اسے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے اس میں روح بن صلاح ہے اور اس میں ضعف ہے ۔ الشیخ نے کہا ہے کہ ابو نعیم نے اسے (الحلیہ : 3/221) میں روایت کیا ہے اس) سند کے ساتھ اور روح کو عدی اور عام علماء نے ضعیف کہا ہے 'ابن حبان اور حاکم نے اس کی توثیق کی ہے لیکن دونوں کا تساھل معروف ہے ۔

پہلی وجہ : اس حدیث کا دارمدار امیہ پر ہے اور حدیث مرسل ہے کیوں کہ امیہ کا صحابی ہونا ثابت نہیں اور نہ ہی روایت کرنا ۔ (اصابہ : 1/133) ۔

دوسری وجہ : استفتاح سے مراد ان کی دعا کے ساتھ ابتداء ہے جیسے کہ (نسائی : 15/2) کی صحیح حدیث میں ہے 'اس لفظ کے ساتھ 'اللہ اس امت کی مدد فرماتا ہے ان کے ضعیفوں کے ساتھ یعنی ان کی دعا 'نماز اور اخلاص کے ساتھ ۔ (ترغیب منذری : 1/54) ۔

گیارھویں دلیل : آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کے ساتھ توسل کیا لیکن یہ حدیث موضوع ہے (طبرانی صغیر : ص : 207) (مجمع الزوائد : 8/253) (حاکم : 2/615 '3-333) (الضعیفہ : 1/38 'رقم : 25) اور یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے (العبیان) ۔

بارھویں دلیل : حدیث کہ وسیلہ پکڑو میرے جاہ کے ساتھ اللہ کے پاس میرا جاہ (مرتبہ) بڑا ہے جو وارد ہے اس لفظ کے ساتھ '' جب تم اللہ سے مانگو تو میرے جاہ کے مانگو میرا جاہ اللہ کے پاس بڑا ہے '' یہ خبر باطل ہے کتب حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں ۔ (السلسلہ : رقم : 22) ۔

تیرھویں دلیل : وہ حدیث جس کو ابن حجر نے (فتح الباری : 2/397) میں نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے '' روایت کیا ہے ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ مالک الدار سے جو عمر رضی اللہ عنہ کے خازن تھے ۔ وہ کہتے ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں پر قحط آیا ۔ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس آیا اور کہنے لگا : اے اللہ کے رسول اپنی امت کے لیے بارش طلب فرمائیں وہ تو ہلاک ہوگئے تو شخص کو خواب میں کہا گیا : عمر کے پاس جاؤ الحدیث ۔

: سیف نے فتوح میں روایت کیا ہے جس نے خواب دیکھا تھا وہ بلال بن الحارث نامی ایک صحابی تھے ۔ یہ حدیث متعدد وجوہ سے توسل کے لیے حجت نہیں

پہلی وجہ : بعض علماء نے کہا ہے کہ مالک الدار مجہول ہے' بناء پر توثیق کے جیسے کہ معروف ہے وہ شخص نبی ﷺ کی قبر کے پاس آیا تھا وہ مجہول ہے اور سیف نے الفتوح میں کہا ہے کہ وہ بلال تھے' اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ سیف کذاب اور قابل حجت نہیں پس جہالت اپنے حال پر رہی ۔

دوسری وجہ : اس کا باب توسل سے تعلق نہیں کیونکہ اس نے یہ نہیں کہا کہ میں نبی ﷺ کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں' بلکہ یہ نبی ﷺ سے سوال کرنت ہے یہ دوسرا مسئلہ ہے اور وہ یہ کہ کیا مردوں سے دعا مانگنا جائز ہے ؟ تو ہم کہتے ہیں' علماء تو درکنار کسی بھی مسلمان کے نزدیک یہ جائز نہیں' مردوں سے دعا مانگنا شرک محض ہے ۔

تیسری وجہ : یہ مخالف ہے اس چیز کا جو شرع سے ثابت ہے اور وہ ہے آسمان سے بارش کے لیے استسقاء کے وقت نماز پڑھنی مستحب ہے جو احادیث میں تواتر سے ثابت ہے اور نبی ﷺ نے ایسے وقت میں انبیاء اور صالحین کی قبروں پر آکر دعائیں مانگنا مشروع نہیں کیا' کیا مسلمان ہونے کے بعد تمھیں وہ کفر کا حکم دیں گے ۔

ھیثمی نے مجمع الزوائد : 3/125) میں کہا ہے کہ مالک الدار کو نہیں پہچانتا ۔)

ابن حزم نے الجرح والتعدیل : 4/213) میں اس کا ذکر کرکے کوئی جرح و تعدیل نہیں کی تو یہ اس کی جہالت پر دلالت کرتا ہے ۔)

چوتھی وجہ : یہ خواب ہے جو حجت نہیں ۔

چودھویں دلیل : حدیث جزا ابوالجوزاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ سخت قحط سے دوچار ہوئے لوگوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی تو آپ نے کہا نبی ﷺ کی قبر جا کر دیکھو اور اس کے اوپر آسمان کی طرف چھت کھولدو تاکہ قبر اور آیمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے' راوی کہتا ہے انہوں نے اسی طرح کیا تو ہم پر خوب بارش ہوئی یہاں تک کہ گھاس اگی اور اونٹ کھا کھا کے اتنے موٹے ہوگئے کہ چربی چڑھ گئی اور اس سال کا عام الفتق نام پڑ گیا ۔

اس حدیث کے حجت نہ ہونے کی متعدد وجوہ ہیں :

پہلی وجہ : عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں نبی ﷺ کے گھر کی چھت میں سوراخ نہیں تھا ۔

دوسری وجہ : اس کی سند میں سعید بن زید ہے اور اس میں ضعف ہے اور اس میں ابو نعمان ہے جو محمد بن الفضل ہے عارم کے نام سے معروف تھا یہ مختلط تھا ۔

تیسری وجہ : اس حدیث میں ابوالجوزاء جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا ۔

چوتھی وجہ : اگر یہ حدیث ثابت ہو بھی جائے تو اس میں توسل نہیں بلکہ اس میں قبر کو آسمان کی طرف ظاہر کرنا ہے تاکہ اللہ کے فضل و احسان سے بارش ہو ۔ تو کیا انہوں نے کوئی توسل بالذات کیا ؟ ہمارا ان بتدعین کے ساتھ نزاع اس دعا میں ہے جس میں توسل بالذات ہو اور اس حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں ۔

مراجعہ کریں (التوسل انواع واحکامہ : للشیخ ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ) ۔

پندرھویں دلیل : وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں :

وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا ...89 ... سورۃ البقرۃ

کہ کہتے ہیں' ''وہ کہا کرتے تھے ہم بحق نبی ﷺ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہماری مدد فرما'' (قرطبی) ۔

جواب اسکا یہ ہے کہ یہ آیت تین تاویلوں کا احتمال رکھتی ہے جیسے علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں ذکر کیا ہے تو احتمال کے ہوتے ہوئے استدلال نہیں ہو سکتا' اور اسی طرح اکثر مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعلیٰے سے کس نبی کو بھیج کر ان کی مدد کرنے کا سوال کرتے تھے تاکہ اس کی معیت میں کفار سے قتال کریں ۔

اور ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہودیوں کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں فرمائی کیونکہ یہودی اکثر زمانے میں مغلوب ہی رہے ہیں ۔ اگر تم یہ کہو کہ ہم سے پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے بھی شریعت ہے تو ہم کہتے ہیں یہ علی الاطلاق صحیح نہیں ہے بلکہ ان کی وہ شریعت ہمارے لیے مشروع ہے جس کا ذکر مقام مذمت نہ ہو ۔ اور یہاں اس آیت میں ان کی قباحتوں' بدعتی دعاوں اور کفری افعال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی ہے' تو وسیلہ بالذات کے باب میں کوئی صریح دلیل نہیں بلکہ سب کی سب مجمل اور نا قابل استدلال واہی احادیث ہیں ۔

اور جو مولانا رشید احمد نے (احسن الفتاوٰی 1/332) میں مطلق وسیلے کے جواز کے دلائل ذکر کئے ہیں خواہ وسیلہ بالذوات ہو یا وسیلہ بالاعمال الصالحہ خواہ اس سے ہو یا کسی اور سے یہ سب حماقت پر مبنی استدلالات ہیں جس کا علم سے دور کا واسطہ نہیں ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج1ص96

محدث فتویٰ